امام احمد رضا بریلوی پر

ایک الزام کی حقیقت

تحریر

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

تلخیص و ترتیب

خلیل احمد رانا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پر

ایک الزام کی حقیقت

تحریر۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری

تلخیص وترتیب خلیل احمد رضا قادری

پیش کش:

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

آج کل جہاں علمائے اہل سنت کو بدنام کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جا رہے ہیں، وہاں یہ بات بھی مخالفین اہل سنت اپنے جلسوں میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ چونکہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو "دارالاسلام" کہا تھا اس لئے وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔

وقت کے تقاضے کے پیش نظر مولانا شرف قادری کا یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے، شاید کوئی صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ان چند سطور کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھنے سے راہ ہدایت پر آ جائے۔

الزام

مولانا احمد رضا خاں نے انگریزی دور میں ہندوستان کو دارالاسلام کہا، اس لئے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔

جواب

بات یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۳۰۶ھ/ ۹۔۱۸۸۸ء میں ایک استفتاء کے جواب میں رسالہ مبارکہ "**اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام**" لکھا، ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں آپ کا وصال ہوا اور یہ رسالہ پہلی بار ۲۴/ مارچ ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا، کوئی عقل مند یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ انہوں نے انگریز کی خوشنودی کے لئے وصال سے ۳۴ سال پہلے ایک رسالہ لکھا اور چھپا وصال کے چھ سال بعد، اگر انگریزوں کی خوشنودی مقصود ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ رسالہ ان کی حیات مبارکہ میں شائع نہ ہو جاتا، جب کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا رسالہ "تحذیر الاخوان عن الربو في الھندوستان" (جس میں تھانوی صاحب نے بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے) ان کی زندگی میں چھپا، جیسا کہ اس رسالہ کے پہلے صفحہ کی تحریر "محمد اشرف علی دام ظلہم العالی" سے پتہ چلتا ہے، اب اگر کوئی شخص کہہ دے کہ تھانوی صاحب نے یہ رسالہ انگریز کی خوشنودی کے لئے لکھ کر تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر، یوپی۔انڈیا) سے شائع کیا تھا تو یقیناً یہ قرین قیاس ہوگا، اسے مخالفین کا الزام کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا، ان کے ہمنوا بھی اس

حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں، پروفیسر محمد سرور سابق استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، مولانا عبیداللہ سندھی کے ملفوظات میں لکھتے ہیں!

"مولانا سندھی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے علم وفضل اور ارشاد وسلوک میں انہیں جو مقام بلند حاصل ہے، اس کے تو قائل تھے لیکن تحریک آزادئ ہند کے بارے میں ان کی جو معاندانہ اور انگریزی حکومت کے حق میں مؤیدانہ مستقل روش رہی، اس سے بہت خفا تھے اور جب بھی موقع ملتا، اپنی خفگی کے اظہار میں کبھی تامل نہ کرتے"۔

(پروفیسر محمد سرور، افادات ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی، مطبوعہ سندھ ساگرا کادمی لاہور، ص۳۸۲)

اس موقع پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا بیان بھی لائق توجہ ہے، انہوں نے مولوی حفظ الرحمٰن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

"دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی تھانوی...... ہمارے آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے"۔

(مکالمۃ الصدرین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور، ص۹)

عثمانی صاحب دیوبندی مکتب فکر کی مسلم شخصیت ہیں، انہوں نے تھانوی صاحب کو حکومت انگریزی کی طرف سے ملنے والے چھ صد روپے ماہانہ وظیفے کا انکار نہیں کیا بلکہ بطور استشہاد پیش کیا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی اپنی پاک دامنی کا ڈھنڈورہ پیٹ کر انگریز پرستی کا الزام علمائے اہل سنت پر لگایا جاسکتا ہے؟۔

ایک دفعہ مولانا ہدایت الرسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے سامنے نواب رام پور کو "سرکار" کے لفظ سے یاد کیا تو آپ نے فوراً فرمایا!

بجز سرکار سرّ کارِ ایجاد
سروے کارے بسر کارے نداریم

یعنی حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہم کسی دنیاوی سرکار سے غرض نہیں رکھتے، آپ کی تمام تصانیف کا مطالعہ کر جائیے، انگریز تو انگریز کسی مسلمان بادشاہ کے لئے بھی سرکار کا لفظ استعمال نہیں کیا جب کہ تھانوی صاحب لکھتے

ہیں!

''شاید کسی کو شبہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہ رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت ہوئی، اول تو یہ بات غلط ہے، غدر میں صرف باغیوں کو اندیشہ تھا، عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی''۔

(تحذیر الاخوان، از اشرف علی تھانوی، ص۹)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ انگریزی حکومت کے لئے ''سرکار'' اور مجاہدین آزادی کے لئے ''باغیوں'' کا استعمال کس ذہن کی غمازی کرتا ہے۔

دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو حد ہی کر دی، انہوں نے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر بڑے والہانہ انداز میں کہا!

''جب حقیقت میں سرکار کا فرنبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے''۔

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱، ص ۸۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں!

کروں مدح اہل دول رضا ، پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارہ ٔ ناں نہیں

ان کی تمام زندگی اس قول کی آئینہ دار ہے، انہوں نے جو کچھ کہا، للہ ولرسولہٖ کہا، کبھی دنیاوی مفاد کو درمیان میں نہیں لائے، انہوں نے ببانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کیا، فرماتے ہیں!

''اللہ و رسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو احکام پہنچانا ہے۔

سنئے! ہم کہیں واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو، نہیں نہیں بلکہ اس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا و رسول، نہ تنبیہ و آگاہی مسلمین کے لئے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاریٰ کا مقصود و مدعا ہو''۔

(امام احمد رضا بریلوی، المحجۃ الموتمنہ، مطبوعہ حسنی پریس بریلی باردوم، ص ۴۸)

اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسے سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں ہوگا کہ حق پر کون تھا۔

جب ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم ہوا اور انگریز اور انگریزیت کی تعظیم وتکریم کے مناظر سامنے آئے تو امام احمد رضا بریلوی نے اس طرز عمل پر شدید تنقید کی، متعدد رسائل لکھ کر اپنا موقف برملا پیش کیا اور انگریز پرستی کی بھرپور مذمت کی، ''صمصام حسن''میں فرمایا!

ریش، حرام است و دُمِ فرق، فرض
حج، سوئے انگلند بود قطع ارض

''مشرقستان اقدس''میں فرمایا!

زیں سگالشہا، چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں
داوروارا، بہ لُشّ گرزنے می کنند

(المحجۃ المؤ تمنہ، ص ۴۷)

ایک تقریر میں ندوۃ العلماء کے نظریات باطلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

''ندوہ تمام بددینوں، گمراہوں سے ودادو اتحاد فرض کرتی ہے......خدا سب سے راضی ہے، سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے، کلمہ گو کیسا ہی بددین، بدمذہب ہو ان میں جو زیادہ متقی ہے خدا کو زیادہ پیارا ہے، ان میں جس کی توھین کیجئے خدا ورسول پر حرف آتا ہے، یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات کو اہل ندوہ کی جو روداد ہے، جو مقال ہے، ایسی ہی باتوں سے مالا مال ہے سب صریح وشدید نکال وعظیم وبال وموجب غضب ذی الجلال ہیں''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، جلد ۱، ص ۱۲۷)

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے مسلمانوں

کی فلاح ونجات کے لئے جو طریقے بیان فرمائے ان میں سے ایک یہ تھا!

''اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر میں رہتا، اپنی حرفت تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں''۔

(حیات صدر الافاضل، از حکیم سید معین الدین نعیمی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵۹)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا نظریہ یہ تھا کہ بلاوجہ انگریزوں کو ایک پیسے کا فائدہ بھی نہ پہنچانا چاہیے، مولانا محمد حسین میرٹھی، حاجی علاء الدین کے ہمراہ ایک مسئلہ کی دریافت کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے، اس موقع پر جو گفتگو ہوئی، مولانا محمد حسین میرٹھی کی زبانی سنیے:۔

''حضرت نے فرمایا! آپ کے خطوط آتے ہیں ان میں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں حالانکہ ۲؍ (دو پیسے) میں آتا ہے، حاجی علاءُ الدین صاحب نے عرض کیا حضور ۲؍ (دو پیسے) کے ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط پر لگائے جاتے ہیں، فرمایا بلاوجہ نصاریٰ کو روپیہ پہنچانا کیسا؟ حاجی صاحب نے چھوڑنے کا وعدہ کیا''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، جلد ا، ص ۱۴۰)

ایسے بے شمار واقعات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے عقائد وافکار کو سمجھنے کے لئے مدد ومعاون ہو سکتے ہیں، غیر جانبدار نامور ادیب ونقاد جناب شوکت صدیقی صاحب، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ تھے یا انگریز پرست تھے، نہایت گمراہ کن اور شر انگیز ہے۔

وہ انگریز اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافہ پر ہمیشہ اُلٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا۔

انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا، مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی

عدالت میں حاضری نہ دی، ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا مگر انہوں نے توہین عدالت کے باوجود حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل وانصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کرلوں، کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے، بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہوگئے، آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا''۔

(ہفت روزہ ''الفتح'' کراچی، شمارہ ۱۴ تا ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ص ۱۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں!

''مولانا احمد رضا نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے، نہ ان کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا، نہ کبھی اس بات کا کسی طور پر اظہار کیا، کم از کم میری نظر سے ان کی ایسی کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری، اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی تو اس کا ضرور ذکر کرتا اس لیئے کہ نہ میرا ان کے مسلک سے تعلق ہے نہ ان کے خانوادے سے، لہذا شاہ احمد رضا خاں کو علمائے سو میں شامل کرنا سراسر بہتان اور تہمت ہے۔

(ہفت روزہ الفتح کراچی، شمارہ ۲۸ر مئی تا ۳ر جون ۱۹۷۶ء، ص ۱۸)

ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہندوستان پر انگریز کا قبضہ غاصبانہ ہے، لہذا مسلمانوں کا حق ہے کہ بشرط استطاعت استخلاص وطن کے لئے جہاد کریں، یہی وجہ تھی کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے تلامذہ، خلفاء اور دیگر ہمنوا علماء ومشائخ اہل سنت نے انگریز اور ہندو دونوں کا مقابلہ کر کے تحریک پاکستان کو پروان چڑھایا۔

ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے انگریز کا قبضہ اور اقتدار تسلیم کرلیا، جس کی بنا پر استخلاص وطن کی جدوجہد کا جواز ثابت کرنا مشکل ہوجائے گا، ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے سے یہ بہت بڑی دشواری ہے کہ مسلمانوں کو اس جگہ شعائر اسلام کے اظہار پر پابندی قبول کرنا ہوگی اور بہت سے احکام شرعیہ کو مرفوع ماننا پڑے گا اور شرعی طور پر وہاں قیام ناجائز ہوگا، کیونکہ دارالحرب سے ہجرت کرنا ضروری اور قیام ناجائز ہے، امام احمد رضا بریلوی قدس

سرہٗ اس نازک مگر اہم نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

''الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں، عجب ان سے جو تحلیل ربوا (سود) کے لئے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت ہے کیسی کیسی وعیدیں اس پر وارد اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں''۔

(اعلام الاعلام، از امام احمد رضا بریلوی، ص ۷)

یہ امر کسی تاریخ دان سے مخفی نہیں کہ جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے، ان کا کیا حشر ہوا؟ اپنا ساز و سامان، زمین اور مکان وغیرہ اونے پونے ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کر گئے اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی لوٹ لیا گیا، واپس آئے تو پاس کچھ بھی نہ تھا۔

معترض حضرات ہی یہ بتا سکیں کہ گے کہ اس وقت ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟ اگر وہ دارالاسلام ہے تو اس میں کیا راز ہے کہ انگریز کی حکومت ہو تو ہندوستان دارالحرب اور ہندو کی حکومت ہو تو دارالاسلام، اور اگر دارالحرب ہے تو آپ کے بڑے بڑے علماء وہاں قیام پذیر کیوں ہیں؟ دارالحرب سے ہجرت کیوں نہیں کر جاتے، یا پھر ہندو اقتدار کے خلاف علم جہاد بلند کیوں نہیں کرتے؟۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے رسالہ ''اعلام الاعلام'' میں ہندوستان کا دارالاسلام ہونا دلائل وبراھین کی روشنی میں ثابت کیا ہے، صحیح موقف کے متلاشی اس کا مطالعہ فرمائیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی ایک فتوے میں لکھتے ہیں!

''دارالحرب میں اہل اسلام کو کفار ہنود ہوں یا یہود یا نصاریٰ، امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود لینا جائز ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے ''لا ربو بین المسلم والکافر فی دارالحرب'' لیکن بلاد ہند جو قبضہ نصاریٰ میں ہیں دارالحرب نہیں ہیں، ان میں کافر سے سود لینا جائز نہیں ہے''۔

(مولانا عبدالحی لکھنوی، مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنو ۱۳۴۰ھ، جلد ا، ص ۳۰۲)

مولوی محمد قاسم نانوتوی مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں!

''ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں شبہ ہے جیسا کہ منقولہ روایات سے آپ کو معلوم ہو گیا، اگرچہ

اس ناچیز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے"۔

(محمد قاسم نانوتوی، مکتوبات قاسم العلوم (مترجم)، مطبوعہ ناشران قرآن اردو بازار لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۳۷۱)

اس کے باوجود دوسری جگہ لکھتے ہیں!

"ایمان کی بات تو یہی تھی کہ ہجرت کے بارے میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے اور سود لینے اور نہ لینے اور دینے اور نہ دینے کے بارے میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھتے، نہ کہ ہجرت کے بارے میں تو دارالاسلام اور سود لینے کے وقت اس کو دارالحرب سمجھیں"۔

(محمد قاسم نانوتوی، مکتوبات قاسم العلوم (مترجم) مطبوعہ ناشران قرآن اردو بازار لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۳۶۲)

اب یہ تو مخالف ہی بتائیں گے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ہندوستان سے کب ہجرت کی تھی اور کہاں گئے تھے؟۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

"گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے مزے سے سود کے لطف اڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمایئے"۔

(امام احمد رضا بریلوی، اعلام الاعلام، ص ۷)

جزیرہ مالٹا میں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن اور مسٹر برن کی گفتگو بھی دلچسپی کے لائق ہے، مولوی حسین احمد دیوبندی کی زبانی سنیے!

"البتہ نئی بات اس نے ہندوستان کی نسبت دریافت کی، اس نے کہا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ مولانا...... نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے، اس نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ مولانا نے فرمایا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں، اس نے تعجب سے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ دارالحرب دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، اور حقیقت میں یہ دونوں اس کے درجات ہیں، جن کے احکام جدا جدا ہیں، ایک معنیٰ کی حیثیت سے اس کو دارالحرب کہہ سکتے ہیں اور دوسرے کے اعتبار سے نہیں کہہ سکتے۔

اس نے تفصیل پوچھی، مولانا نے فرمایا دارالحرب اس ملک کو کہتے ہیں جس میں کافروں کی حکومت ہو اور وہ اس قدر بااقتدار ہوں کہ جو حکم چاہیں جاری کریں، اس نے کہا یہ بات تو ہندوستان میں موجود ہے، مولانا نے فرمایا ہاں اس لئے ہندوستان ضرور دارالحرب ہے، اس نے کہا دوسرے معنی کیا ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ جس ملک میں اعلانیہ طور پر شعائرِ اسلام اور احکام اسلامیہ کے ادا کرنے کی ممانعت کی جاتی ہو، یہ وہ دارالحرب ہے کہ جہاں سے ہجرت واجب ہو جاتی ہے، (اگر استطاعت اصلاح نہ ہو) اس نے کہا یہ بات تو ہندوستان میں نہیں، مولانا نے فرمایا کہ ہاں جس نے دارالحرب کہنے سے احتراز کیا، غالباً اس نے اسی کا خیال کیا ہے''۔

(سفرنامہ شیخ الہند، مؤلفہ مولوی حسین احمد مدنی، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، جامعہ مدنیہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱۶۶)

اگرچہ یہ امر محل غور ہے کہ جب دارالحرب کے دو معنی ہیں، اس کے دو درجے ہیں جن کے احکام جدا جدا ہیں، تو بیک وقت دونوں کس طرح صحیح ہو سکتے ہیں؟ تاہم اس میں شک نہیں کہ جس معنی کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے، مولوی محمود حسن بھی اسی معنی کے اعتبار سے ہندوستان کو دارالاسلام مانتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولوی نذیر حسین دہلوی کی سوانح عمری ''الحیات بعد الممات'' میں لکھا ہے کہ!

''ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دارالامان فرماتے تھے دارالحرب کبھی نہ کہا''۔

(الحیاۃ بعد المماۃ، مصنفہ مولوی فضل حسین بہاری غیر مقلد، مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نمبر ۱، ص ۱۳۴)

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد لکھتے ہیں!

''جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دارالحرب نہیں کہلاتا، پھر اگر وہ دراصل مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو، اقوام غیر نے اس پر تغلب سے تسلط پا لیا ہو (جیسا کہ ہندستان ہے) تو جب تک اس میں شعائرِ اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ وتسلط میں ہو، مسلمانوں کو ان ہی لوگوں کی طرف سے ادائے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دارالاسلام اور کم سے کم دارالسلم والامان کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے، ان دونوں حالتوں اور ناموں کے وقت اس شہر یا ملک پر

مسلمانوں کو چڑھائی کرنا اور اس کو جہاد مذہبی سمجھنا جائز نہیں ہے، اور جو مسلمان اس ملک یا شہر میں با امن رہتے ہوں، ان کو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہیں بلکہ اور ملکوں یا شہروں سے (متبرک کیوں نہ ہوں) جہاں ان کو امن و آزادی حاصل نہ ہو ہجرت کر کے اس ملک میں رہنا موجب قربت و ثواب ہے''۔

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد، از مولوی محمد حسین بٹالوی لاہوری غیر مقلد، مطبوعہ وکٹوریہ پریس دہلی، ص ۱۹)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ ''تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان'' تحریر کیا ہے جس میں بڑے شرح و بسط کے ساتھ ہندوستان کا دار الاسلام ہونا ثابت کیا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ڈنکے کی چوٹ پر ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے، مولوی محمد قاسم نانوتوی سود کے معاملے میں ہندستان کو دار الاسلام قرار دیتے ہیں، مولوی محمود حسن دیوبندی بھی ایک طرح سے ہندوستان کو دار الاسلام کہتے ہیں، مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد ہندوستان کو مذہبی آزادی کی وجہ سے دار الاسلام قرار دیتے ہیں، اور مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے تو کبھی دار الحرب کہا ہی نہیں۔

اس مرحلہ پر ہم انصاف و دیانت کے تمام پر مخالفین سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ ان حضرات کو کس درجے کا انگریز پرست قرار دیں گے؟ اگر آپ انہیں انگریز کا ایجنٹ اور حمایتی قرار دینے کے لئے تیار نہیں تو اہل دانش یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر امام احمد رضا بریلوی کے خلاف محض تعصب اور عناد کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور یہ پروپیگنڈا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

مخالفین بڑے زور شور سے یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اسی فتوے کی بنیاد پر جہاد کے تمام تر اقدامات کئے تھے، حالانکہ حضرت شاہ صاحب نے انگریز کی عملداری کی وجہ سے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا اور مولوی اسماعیل دہلوی ببانگ دہل اعلان کرتے رہے کہ ہمیں انگریز حکومت سے کوئی پرخاش نہیں ہے، ہمارا مقابلہ صرف سکھوں سے ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں!

''سید صاحب نے مولانا شہید کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہٰ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کی تیاری کرتے ہیں، سرکار کو تو

اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے؟ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں آپ سے کچھ سروکار نہیں، نہ ہم ایسی تیاری میں مانع ہیں۔

یہ تمام ثبوت صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ جہاد صرف سکھوں سے مخصوص تھا سرکار انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی"۔

(حیات طیبہ، مصنف مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ مکتبۃ السلام لاہور ۱۹۵۸ء، ص ۵۲۳)

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ہندوستان پر انگریز اور پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی، شاہ عبدالعزیز کے فتویٰ دارالحرب کی بنا پر مولوی اسماعیل دہلوی ہندوستان یا پنجاب میں جہاد نہیں کرتے، جہاد صوبہ سرحد میں کیا جاتا ہے اور زیادہ تر مسلمانوں کو ہی نشانہ ستم بنایا جاتا ہے۔ بنابریں یہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس جہاد کی بنا فتویٰ دارالحرب پر تھی۔

دارالاسلام اور دارالحرب

کسی ملک کے بارے میں یہ جاننے کے لئے کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہاں اقتدار کس کا ہے اور احکام کس قسم کے نافذ ہیں، اس اعتبار سے ممالک کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ وہ ملک جہاں غیر مسلم حکمران ہے اور اسی کے وضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں اور شعائر اسلام پر پابندی نافذ ہے۔

۲۔ وہ ملک جہاں مسلمان حاکم با اختیار ہے اور وہاں قوانین شرعیہ کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ ملک جہاں مسلمان فرمانروا ہے اور وہاں شریعت کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں اور مقامی قانون کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں۔

۴۔ وہ ملک جہاں غیر مسلم صاحب اقتدار ہے لیکن فیصلے ہر دو طرح ہوتے ہیں، قوانین شرع کے مطابق بھی اور مقامی قانون کے مطابق بھی اور وہاں شعائر اسلام پر پابندی بھی نہیں ہے۔

پہلی صورت میں وہ ملک دارالحرب ہے، باقی تین صورتوں میں وہ دارالاسلام ہے، مسلمانوں کے وہ علاقے جو کفار کے قبضے میں ہیں (جیسے ہندوستان) ان کے بارے میں فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

"قال السید الامام والبلاد التی فی ایدی الکفرة لاشک انها بلاد الاسلام لعدم

اتصالها ببلاد الحرب ولم یظهر وابها احکام الکفر بل القضاة مسلمون (الی ان قال) وقد حکمنا بلا خلاف بان هذه الدیار قبل استیلاء التتار کان من دیار الاسلام و بعد استیلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والضکم بمقتضی اشرع والفتویٰ والتدریس شائع بلا نکیر من ملو کهم فالحکم بانها من بلاد دارالحرب لا جهته لهٗ نظراً الی الدراسته والدرایته(الی ان قال) و ذکر الحلوانی انه انما تصیر دارالحرب باجراء احکام الکفر وان لا یحکم فیها بحکم من احکام الاسلام وان قتصل بدار الحرب وان لا یبقی فیها مسلم ولاذمی آمنا بالامان الاول فاذا وجدت الشرائط کلها صارت دارالحرب وعند تعارض الدلائل والشرائط یبقیٰ ماکان وترجع جانب الاسلام احتیاطاً (ملخصاً)

ترجمہ۔ سید امام فرماتے ہیں کہ جو شہر کافروں کے ہاتھوں میں ہیں بلا شبہ دارالاسلام ہیں کیونکہ وہ دارالحرب کے شہروں کے متصل نہیں ہیں اور کافروں نے ان میں احکام کفر نافذ نہیں کئے بلکہ قاضی مسلمان ہیں، ہم نے کسی اختلاف کے بغیر حکم لگایا ہے کہ یہ شہر تاتاریوں کے تسلط سے پہلے دارالاسلام تھے اور ان کے غلبے کے بعد اذان، جمعہ، جماعت، شریعت کے مطابق فیصلہ، فتویٰ اور تدریس ایسے امور حکام کی طرف سے کسی انکار کے بغیر اعلانیہ طور پر جاری ہیں، لہذا ان شہروں کو دارالحرب قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے، امام حلوانی نے فرمایا کسی علاقہ کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

۱۔ وہاں احکام کفر یہ جاری ہوں اور اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ ہو۔

۲۔ وہ علاقہ دارالحرب سے متصل ہو۔

۳۔ وہاں کوئی مسلمان اور ذمی، امان سابق سے امن والا نہ رہے، جب یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ جگہ دارالحرب ہے اور جب دلائل اور شرائط متعارض ہوں تو وہ جگہ اپنی اصلی حالت پر رہے گی (پہلے کی طرح دارالاسلام ہوگی) یا احتیاطُ جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی۔

اس عبارت کے مطالعہ سے ہندوستان کے بارے میں حقیقت حال بالکل بے غبار ہوجاتی ہے، امید ہے کہ یہ مضمون انصاف پسند حضرات کو حقیقت واقعیہ کی روشنی میں پہنچادے گا۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز.**